

ج: آپ نے جس مشکل کا ذکر کیا ہے وہ محض آپ کی ذات تک محدود نہیں ہے بلکہ مختلف شکلوں میں ہمارے معاشرے کی جملہ خرایوں میں سے ایک ہے۔ اس مسئلے پر گفتگو کرنے سے قبل اس بات پر قلبی مبارک باد قبول کریں کہ ایک غلطی کا ارتکاب کرنے کے بعد آپ کو شرمندگی ہوئی اور توبہ کرنے کے بعد آپ الحمد للہ اپنے معاملات کو دیانت داری کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

اگر ایک شخص دھوکا یا جعل سازی سے ایک امتحان پاس کر لیتا ہے لیکن اس کے بعد اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ اس نے غلطی کی تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص سودی کا رو بار کر رہا ہے اور اللہ اسے ہدایت دے رہتا ہے اور وہ تائب ہو کر جائز ذرائع سے اپنی رذی فحول شروع کر دیتا ہے۔ قرآن کریم کا حکم ہے کہ جو ہو چکا اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نظر انداز فرمائے گا۔ یہی سبب ہے کہ دین اسلام میں توبہ و استغفار ایک ایسا طریقہ ہے جو انسان کی اصلاح اور آئینہ کی زندگی کو کامیاب بنانے کا نہایت موثر ذریعہ ہے۔ باں اگر کوئی شخص یہ جاننے کے باوجود کہ ایک کام حرام ہے اور منع ہے، اس نیت سے اسے کرتا رہے کہ اس طرح اپنے لیے ذرائع پیدا کر لون، اور جب خوب مادی وسائل جمع کر لے تو پھر توبہ کر کے تجارت اور دیگر جائز کام کرنے لگے تو یہ خود کو بھی اور اللہ تعالیٰ کو بھی دھوکا دینا ہے۔

دین کی بنیاد خلوص نیت پر ہے۔ گناہ اور غلطی کا سبب اگر بھول، نفس کا وسوسہ، وقتی طور پر پہکاوے میں آ جانا ہے، تو اس کی ثلاثی توبہ و استغفار اور پختہ عمد سے ہو سکتی ہے کہ آئینہ اس غلطی کا ارتکاب نہ ہو۔ لیکن منصوبہ بندی کر کے ایک غلطی کرنا پھر توبہ کر لینا، اخلاقی طور پر درست نہیں۔

آپ کے معاملے میں، جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ایک امتحان جعلی طور پر پاس کر لیا، اب اسے آپ لوٹا تو نہیں سکتے۔ اس لیے مناسب یہی ہو گا کہ توبۃ النصوح کے اصول کے پیش نظر آئینہ کے لیے اس بات پر قائم ہو جائیے کہ ہر کام صداقت و امانت سے کریں۔ کبھی جعل سازی کی طرف مڑ کرنا و بکھیں اور عملی اور عملی طور پر اپنے مضمون میں نہ صرف کمال بلکہ کمال تقویٰ اختیار کریں۔ آپ کی نیکی اس برائی کو مٹا دے گی جو ماضی میں آپ سے سرزد ہوئی ان شاء اللہ (۱-۱)۔

میاں یہودی کے مزاج کا فرق

سوال: ہر انسان کے اندر کچھ کمزوریاں اور خامیاں ایک بشری تقاضا ہے۔ کچھ عادات و اطوار پر قابو پانے پر انسان مکلف نہیں ہوتا مثلاً غصہ، کم گوئی، حساس یا بے حس طبیعت، بد مزاجی، جلد پاڑی یا سست روی وغیرہ۔ اس ضمن میں میرا سوال یہ ہے کہ وہ خامیاں یا کمزوریاں جس کا ایک فرد مکلف نہیں اور اس کی وجہ سے اس کی ازویجی زندگی میں اس کی شریک حیات کو صدمہ یا

تکلیف پہنچتی ہے تو دنیا اور آخرت میں اس شخص کے مواخذے کی کیا صورت ہو گی؟

جواب: قرآن کریم نے انسان کو تخلیق کے اختیار سے "اصنِ تقویم" سے تعبیر کیا ہے یعنی وہ بہترین ہلک و فطرت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے اندر حلم، رواداری، اخوت، محبت، بہادری اور غیرت بھی پائی جاتی ہے اور جلد بازی، جمل، سستی اور بد مزاجی بھی، لیکن چونکہ اصلاً وہ بہترین قوام سے ہے، اس میں نیکی، اچھائی اور بھلائی بیانی خیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ نفس، شیطان، ماحول، لامع غرض کسی بھی محرك کی بنا پر وہ اپنی نیکی اور بھلائی کو دیا کر اور بہکانے میں آکر غلطی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے اندر کا انسان، وہ دل جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مفتق" سے تعبیر کیا ہے، اسے بار بار متوجہ کرتا ہے کہ تم غلطی پر ہو۔ اب بھی اصلاح کرو اور دوبارہ بھلائی اور نیکی کی طرف آجائو۔ اگر وہ اس پکار کو سن لیتا ہے تو دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو جاتا ہے ورنہ خسارے میں رہتا ہے۔

آپ نے سوال کیا ہے کہ اگر ایک شوہر سے اس کی بیوی کو اس کے لئے کیا کیا جائے؟

قرآن و حدیث نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ شوہر، بیوی کے ساتھ معروف، بھلائی، اچھائی، عمدہ طرز عمل، محبت و مودت اور احترام و نرمی کا طرز عمل اختیار کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار بیوی کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے حتیٰ کہ خطبہ جمعۃ الوداع میں بھی اس طرف متوجہ فرمایا۔ آپ کے سوال میں دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر ایک شخص فی الواقع انتہائی نرم، صابر، محبت کرنے والا، خیال کرنے والا ہے تو مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ مسئلہ اسی وقت پیدا ہو گا جب وہ بجائے اللہ اور اس کے رسول کے اپنے مزاج کو، غصے کو، جلد بازی کو، اپنا خدا اور رہنمایا لے۔ اور یہی وہ موقع ہو گا جب اسے غصہ کی بائگ کھینچ کر رکھنی ہو گی، اپنے پر قابو رکھنا ہو گا اور اگر انسانی کمزوری کی بنا پر وہ کوئی سخت بات کہہ جیسے تو فوراً بیوی سے معدودت کر کے آئندہ اس طرز عمل سے ممکن طور پر بچنا ہو گا۔ یہ کہہ کر اپنی غلطی کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا ہے کہ آخر انسان ہوں، کمزور ہوں وغیرہ وغیرہ۔

انھیں یہ اصلاح اور اپنے اوپر قابو اس دنیا ہی میں حاصل کرنا ہو گا تاکہ گھر بلو ماہول بہتر ہو اور بیوی کے ساتھ نا انصافی اور ظلم نہ ہونے پائے۔ رہا معاملہ آخرت کا، تو قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ اگر ایک شخص ظالم ہے اور بیوی مظلوم ہے تو اللہ تعالیٰ مظلوم کو نہ صرف اس دنیا میں اجر دیں گے بلکہ آخرت میں ظالم سے نجات دلا کر ایسے فرد کا ساتھ دیں گے جو ان تمام کیے گئے مظالم کے مقابلے میں اسے سکون، چین اور بھلائی دے سکے۔ اسی لیے قرآن کریم نے "زوج" کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے یعنی مظلوم خواتین کے لیے ایسے شوہر جو آخرت میں اللہ کے کیے ہوئے وعدوں کو عملًا کر کے دکھائیں، اور ایسے ہی مظلوم

شوہروں کے لیے ایسی بیویاں جو مطہرات ہوں گی تاکہ وہ آخرت میں بھی مظلوم نہ رہیں۔ میرے خیال میں معاملے کو آخرت تک موخر کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اگر آپ کو احساس ہے کہ آپ بعض اوقات یا اکثر اوقات اپنی بیوی کو تکلیف پہنچاتے ہیں تو فوری طور پر اس کی اصلاح یہاں کر لجئے تاکہ آپ اس دنیا میں بھی اس ہدایت قرآنی پر عمل کر سکیں جو شوہر اور بیوی کے لیے دی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے لباس ہوں، عزت و احترام و تحفظ میں ایک دوسرے کی مثال ہوں بلکہ یہاں پر بھلانی کے رویے کے نتیجے میں ان شاء اللہ آخرت میں بھی مضبوط رہتے میں مسلک ہو سکیں (۱-۱)۔

سودی ادارے میں ملازمت

س: میں چارڑا اکاؤنٹنٹ بننے والا ہوں۔ اس کے بعد جس ادارے میں بھی ملازمت طے گی؟
وہاں سود کا حساب کتاب رکھنا ہو گا۔ کیا یہ میرے لیے جائز ہو گا؟
ج: جہاں تک بجک کی ملازمت کا تعلق ہے، تو وہ ناجائز ہے لیکن دوسرے ادارے جن میں اصلاً سودی کاروبار نہیں ہوتا البتہ وہ بعض اوقات اپنے کاروبار کو چلانے کے لیے سودی قرضے بھی لیتے ہیں، ان کی ملازمت جائز ہے۔ اس لیے کہ اس ادارے کا اصل کاروبار تو غیر سودی ہوتا ہے۔
جب تک نظام میں تبدیلی نہیں آتی اس وقت تک اس طرح کی مجبوریوں کا لحاظ رکھا جائے گا۔ واللہ

اعلم! (مولانا عبدالعالک)۔

ترجمان القرآن کا مطالعہ

ذہنی و علمی افق کو وسیع کرتا ہے
ملی و قومی مسائل پر شعور و آگئی دیتا ہے
دعوت و تربیت کی راہ میں آگے بڑھاتا ہے
ایمان و حکمت سے مالا مال کرتا ہے
ترجمان القرآن اپنے تک نہ رکھیے ... دوسروں تک پہنچائیں